ہمارے اسلاف
اپنے کردار کے آئینہ میں

تلخیص و ترجمہ ـــ ادارہ الحق

کشمیر اپنے اسلامی ادوار میں

☆ ـــــــ ماضی اور حال

مجلہ حضارۃ الاسلام دمشق سے ترجمہ شدہ

دمشق کے مجلہ حضارۃ الاسلام میں " ھکذا عاشت کشمیر فی عہودھا الاسلامیہ " کے عنوان سے استاذ ابوالوفا رکا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں کشمیر کے ایک مسلم حکمران کے دور عدل و خوشحالی کی تصویر پیش کی گئی ہے اور تصویر کے دوسرے رُخ پر شاستری اور نہرو کے دورِ استبداد کی جھلک بھی دکھائی گئی ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ بشکریہ حضارۃ الاسلام پیش ہے ـــــ "ادارہ"

سلطان زین العابدین بن سلطان اسکندر ۱۴۲۰ء میں تخت کشمیر پر متمکن ہوئے اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال تھی۔ انہوں نے پچاس سال کشمیر پر حکومت کی اس پورے عرصہ میں کشمیری قوم نے عدل و انصاف کا وہ سنہری دور دیکھا جیسا کہ اسلام چاہتا تھا۔ انہوں نے مسلمان حکام کی اپنی قوم کے فلاح و بہبود ترقی و رفاہیت کی راہ میں زندگی قربان کرنے کی یاد تازہ کی۔ عہد سلطان میں کشمیر نے زندگی کے ہر شعبہ میں عظیم الشان ترقی کی جبر و فساد قتل اور جلاوطنی حق خودارادیت کی پائمالی کا جو مظاہرہ نہرو اور شاستری نے بیسویں صدی کے دوران کیا ازمنۂ وسطی کے سلطان زین العابدین کے اس عادلانہ دور سے اس جابرانہ دور کی کوئی نسبت قائم نہیں کی جاسکتی ـــ

صنعت و حرفت

سلطان مرحوم نے صنعت و حرفت کیطرف توجہ دی۔ ایران، طوران، ترکستان اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے تجربہ کار ماہرین فن جمع کئے اور انہیں بہت بڑی مراعات اور امتیازات دیکر کشمیر میں ٹھہرایا جسکی وجہ سے کشمیر گھریلو دستکاری اور مختلف صنعتوں میں ایک مثالی علاقہ بن گیا اس کی قیمتی صنائع و اشیاء کی شہرت دنیا بھر میں

پھیلی دنیا کی نظریں اسکی طرف اٹھنے لگیں اور ملک نے عظیم اقتصادی ترقی اور فارغ البالی حاصل کی۔ بارود یہاں تیار ہونے لگا۔ آتشین اسلحہ اور کھیل کود آتشبازی کا سامان یہاں بننے لگا۔ جنگی سامان کی صنعت میں کشمیر نے اتنی ترقی کی کہ شاید توپ کا استعمال سب سے پہلے کشمیر میں ہوا اسی طرح سلطان علاؤالدین کے زمانہ میں بھی صنعت وحرفت نے یہاں تک عروج حاصل کیا کہ دنیا کی بہترین شالیں، غالیچے، دیدہ زیب مصلے اور دیگر اشیاء کشمیر ہی میں بننے لگیں۔ لکڑی کی تراش خراش اور کھدائی کر کے بہترین ظروف وسامان یہاں تیار ہونے لگا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اعلیٰ صنعتی اور فنی مہارت حاصل کرنے کے لئے دوسرے ممالک کو وفود بھیجے جاتے کہ وہاں کی صنعت وحرفت اور تعلیم میں کمال حاصل کر کے کشمیر کے مزید عروج و ترقی کا باعث بن سکیں۔ اسی طرح طبّی وفود کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جاتی۔ مریضوں کے علاج و آرام کے لئے بہترین ہسپتال ڈسپنسریاں اور شفاخانے کھولے گئے۔ کئی مؤرخین کی رائے ہے کہ دہلی و لکھنؤ کے ممتاز طبّی خاندان جن کی طبّی مہارت اور سچائی کا دنیا میں شہرہ ہوا وہ سب کشمیر سے آکر دہلی و لکھنؤ میں آباد ہوئے تھے۔ اور ان خاندانوں کے سلسلے کشمیر کے اس مسلمان بادشاہ کے سنہری دور سے ملتے ہیں۔

مؤرخ خواجہ عزام لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے سمرقند سے ممتاز خواتین ڈاکٹر اور نرسیں بھی طلب کیں۔ اور کشمیر میں "زچہ بچہ" کے مراکز کھولے گئے۔ بلاشبہ سلطان ان ترقیاتی اقدامات کی وجہ سے اس وقت کے اکثر ملوک وسلاطین سے سبقت لے گئے تھے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بادشاہ کے انقلابی اقدامات سے ذخیرہ اندوزی گرانفروشی کا نام بھی نہ رہا۔ تجار پر لازم تھا کہ تمام مالِ تجارت بازار میں لاکر ارزاں نرخوں پر فروخت کریں ـــــ

علم وادب کی سرپرستی

صنعت وحرفت کے ساتھ ساتھ بادشاہ نے علم وادب کی بھی سرپرستی کی اور کشمیری قوم اقتصادی اور معاشی ترقیات کے ساتھ ساتھ علم وادب کے زیور سے بھی آراستہ ہوئی۔ ہر طرف شعر وادب کا چرچا ہوا۔ سلطان خود بھی عالم اور ادیب تھا۔ انہوں نے عربی اور فارسی کے علاوہ سنسکرت میں بھی اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔ مؤرخین بتلاتے ہیں۔ کہ سلطان اُن چند ملوک وسلاطین میں سے تھا جنہیں شعر وادب کا اعلیٰ ذوق حاصل تھا۔ ان کا دربار شعراء وعلماء سے بھرا رہتا۔ اور شاید وہ پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے ایک شاعر کے لئے تخت بچھایا اور اسکو "ملک الشعراء" کا فصیح و بلیغ خطاب دیا۔ یہ شاعر "شیخ احمد الکشمیری" تھے۔

فوج اور فتوحات

سلطان زین العابدین کے تخت نشین ہونے کے وقت کشمیری افواج کی تعداد ایک لاکھ پیادہ اور ۳۰ ہزار سوار فوج پر مشتمل تھی۔ انہوں نے

انتھک جانفشانی اور کوششوں سے فوج کی از سر نو تنظیم کی۔ اور اس میں اطاعت اور جان نثاری کا روح پھونکا۔ یہاں تک کہ فوج بیرونی اور داخلی ہر طرح مداخلت کے لئے تیار ہوئی۔ اور کشمیری علاقہ کو مغربی تبت تک وسعت دیا گیا۔ اس علاقہ کی فتح کے دوران گوتم بدھ کا ایک سنہری بُت ہاتھ لگا۔ قریب تھا کہ مجاہد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں، سلطان نے اس بت کی تاریخی اور فنی قدر و قیمت کی وجہ سے اسے فوجیوں سے لیکر محفوظ رکھا۔

سلطان کی ڈپلومیسی اور خارجی تعلقات

ملک میں امن و امان قائم کرنے کے بعد سلطان نے ہمسایہ ممالک، اور خاص طور سے بڑی بڑی ریاستوں اور اہم حکومتوں کے ساتھ گہرے روابط و تعلقات استوار کئے۔ خراسان و ترکستان آذربائیجان اور سجستان کی حکومتوں کے لئے محبت سے لبریز خطوط پیغامات اور بیش قیمت ہدایا دیکر سفراء بھیجے۔ اسی طرح سلطان محمد فاتح ترکی، شریف مکہ اور بادشاہ دہلی کے ساتھ بھی نامہ و پیام اور تحائف کا تبادلہ ہوا۔ اور دونوں طرف سے گرمجوشی کے مظاہرے ہوئے۔ سلطان نے ہمسایہ و دور دراز کے بادشاہ و سلاطین کے ساتھ خلوص و محبت کی جو پالیسی اختیار کی اگر ہم اتحاد و باہمی روابط کی اس پالیسی پہ چلتے تو آج مشرقِ اسلامی کی تاریخ کچھ اور ہوتی اور آج خارجہ پالیسی کی بنیادیں چند افراد اور برسر اقتدار طبقہ کی ذاتی ہوس و لالچ کے لئے شر و فساد اور جنگ و جدال کی بجائے علاقائی ترقیات کیلئے باہمی محبت و تعاون پر قائم ہوتیں —— اس اسلامی بادشاہ نے دنیا کو پڑوسی ممالک کے ساتھ معاملات سلجھانے اور امن و اتحاد کی راہ پیدا کرنے کا سلیقہ سکھایا۔

تصویر کا دوسرا رُخ —— "ہندوؤں کا دور"

اس عظیم مسلمان حاکم کی زرّیں تاریخ کا جب کشمیر کے موجودہ مظالم قتل و قتال جلاوطنی نظر بندی آبادیوں کی تباہی و بربادی شہروں کی لوٹ مار سے ہم موازنہ کرتے ہیں، جن کا سامنا آج کشمیری مسلمانوں کو ہے۔ پھر جمہوریت اور حقوقِ انسانی کے نام نہرو اور شاستری کے بلند بانگ دعووں کو دیکھتے ہیں تو لازماً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ قرونِ وسطیٰ کا وہ مسلمان عادل بادشاہ اقوام متحدہ کے اس دور کے مقابلہ میں حقوقِ انسانی آزادی اور جمہوریت کا زیادہ قدردان اور سمجھنے والا تھا۔ ایک طرف بیسویں صدی کے مہذب دور کے موجودہ کشمیر کا سیاہ رُخ ہے۔ دوسری طرف ازمنہ وسطیٰ کے ایک مسلمان حاکم کی یہ حالت کہ ہندوؤں کی تہذیب ان کے رسم و رواج کی حفاظت کے لئے خصوصی قوانین بنائے گئے تھے۔ کہ انہیں مذہب پر ہر طرح عمل کرنے کی آزادی ہو اور کہیں فرقہ وارانہ زیادتی نہ ہو سکے ——

تصویر کے دونوں رُخ دیکھ کر ہمیں کہنا پڑے گا کہ شاستری و نہرو کا یہ سیاہ دور تو ازمنۂ وُسطیٰ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور ایک مسلمان عادل بادشاہ کا دورِ حکومت رعایا پروری جمہوریت اور حقوقِ انسانی کی پاسداری کے لحاظ سے بیسویں صدی کے شایانِ شان ہے کہ آج بین الاقوامی منشورِ حقوقِ انسانی اور حقِ خود ارادیت کی آوازیں ہر طرف سے اُٹھ رہی ہیں۔ مگر پروپیگنڈہ الگ چیز ہے۔ اور عملی نمونہ پیش کرنا الگ چیز ہے۔ ایک بے لاگ مبصّر کشمیر میں ہندوؤں کے سیاہ دور کو تعصب، ضد، ہٹ دھرمی، ظلم و فساد اور حقوقِ انسانی کی جہالت کے دور سے تعبیر کرے گا۔ اور سلطان زین العابدینؒ کے دورِ حکومت کو انسانی تہذیب و تمدّن کی ترقی اور عروج کے نام سے یاد کرتا رہے گا۔

ہندو رعایا سے سلطان کی رواداری کا یہ عالم تھا۔ کہ انہوں نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ مسلمان ہندوؤں کے سامنے گائے ذبح کریں۔ (جس سے ان کی دلآزاری ہو۔) سلطان کی اس رواداری اور رعایت کا ہندوؤں پر یہ اثر ہوا کہ ان کے مذہبی پنڈتوں نے بھی مذہبی رسم و رواج کے سلسلہ میں اپنی مذہبی کتابوں کی حدود سے تجاوز نہ کرنے کا عہد کیا اور اسطرح اس سنہری اسلامی دور میں کشمیر کے ہندو اور مسلمان دوش بدوش امن و امان عیش و راحت کے سایہ میں رہنے لگے۔ اگر کوئی باہمی جھگڑا پیدا ہو جاتا۔ تو سلطان ایک مجلس کے ذریعہ جسمیں فریقین کے نمائندے ہوتے اس جھگڑے کو نمٹاتے امن و محبت کے طریقوں پر باہمی صلح و صفائی ہو جاتی۔

کاش! مسٹر شاستری اس کشمیری مسلمان بادشاہ کے حالات پڑھ کر اپنی ظالمانہ پالیسی پر نظرِ ثانی کر لیتے اور سمجھ جاتے کہ جس کشمیر نے امن و راحت کا ایسا دور اور ترقی و عروج کی ایسی تہذیب کو دیکھا اس کشمیر کے غیور باشندوں کو قہر و ظلم کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے مغلوب نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسکی حساس رعایا سے انکی تاریخ بھلائی جا سکتی ہے۔ اور نہ اس قوم کے اعلیٰ موروثی نشانات کو مٹایا جا سکتا ہے۔ کاش! شاستری پر یہ حقیقت واضح ہو کہ استبداد و سامراج کبھی بھی اس قوم کو نہیں دبا سکی جو اپنی آزادی استقلال و کرامت کے لئے ایک بار اُٹھ کھڑی ہو۔

سلطان کی دیگر اصلاحات

سلطان نے عدل و انصاف اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے خاص قوانین بنائے اور تانبے پیتل کی تختیوں پر کھدوا کر بازاروں اور شاہراہوں پر انہیں لٹکایا۔ تاکہ رعیّت اس سے باخبر رہے۔ اور قانون کا دائرہ عوام و خواص سب پر لاگو کر دیا۔۔۔۔ یہاں تک کہ بادشاہ کی اولاد، جگری دوست اور وزراء تک بھی قانون کی زد سے نہ بچ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک وزیر اور ایک رضائی بھائی تک

کو قتل کے جرم میں موت کی سزا دی۔ انہوں نے عوام پر جائز مقررہ لگان اور مالیہ سے زیادہ ٹیکس اور محصول لگانے پر سخت پابندی لگائی۔ دوسری طرف جیل خانوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں دستکاری رائج کی۔ اور قیدیوں کو اذیت ناک سزائیں دینا بند کر دیں۔ سڑکوں اور راستوں کے بنانے میں انہیں مشغول رکھنے کا آغاز انہوں نے کیا ــــــ

سلطان مرحوم ملک کے کاشتکار طبقہ کو بھی بھولے نہیں۔ اور ان کی رفاہیت خوشحالی اور زندگی کے حقوق سے نفع مند ہونے کے لئے کئی اسکیمیں بنائیں۔ سلطان نہروں کی کھدائی اور آبپاشی کے ذرائع کی خود نگرانی کرتے۔ اور ان کے زمانہ میں غریب دیہاتی جاگیرداروں اور حکام کی دست درازیوں سے محفوظ تھے۔ ایک مستقل قانون کے ذریعہ آفیسروں اور حکام کو غریب عوام کے تحفے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا عوام کی بھلائی و ترقی سے شغف و انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر ماہ وہ الگ بیانات جاری کرتے۔ جس میں مختلف ضروری اشیاء کے نرخوں تک کو خود مقرر کرتے۔ سلطان کے دور میں مختلف اجتماعی سیاسی دفاعی اور تعلیمی ترقیاتی سکیموں اور اصلاحی اقدامات کی وجہ سے حکومت کی مالی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی ذرائع مہیا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ سلطان نے اس کے لئے صنعت و حرفت گھریلو دستکاری کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی۔ ملکی برآمد میں اضافہ کیا اسی طرح معادن اور کیمیائی کانوں سے انہیں بڑی مدد ملی۔ کوششوں سے تانبے لوہے اور سونے کی کانیں دریافت کی گئیں۔ جس سے ملکی ترقی کی ضروریات پوری ہونے لگیں۔ اور ملک ایک عام خوشحال فارغ البالی اور عوام کی رفاہیت و فلاح کے راستے پر گامزن ہوا ــــــ

ــــــ کشمیر اسی طرح عرصہ تک ایک مستقل خوددار، خوشحالی اور امن و اتحاد کا علمبردار ملک بنا رہا۔ اور اپنے اسلامی دور میں ترقی کی طرف برابر بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ شومئی قسمت سے اسے ہندو اقتدار و تسلط کی وجہ سے سیاہ بادلوں نے گھیر لیا۔ اور جیتا جاگتا کشمیر ذلت اور خواری کے گھڑے میں پھنس گیا ــــــ

اگلی فرصت میں ہم اس سیاہ دور کی تصویر پیش کریں گے جس کا سامنا نہرو اور شاستری کے دور میں کشمیری مسلمانوں کو تلوار نیزوں بندوق اور مشین گنوں کی صورت میں کرنا پڑ رہا ہے۔ ؎

نادر تحریر کی دریافت

روسی محکمۂ آثار قدیمہ کو ترکاینیہ میں کھدائی کے دوران پتوں پر لکھی ہوئی بدھ مت کی ایک نادر تحریر ملی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تحریر پانچویں صدی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس پر معذوروں سے متعلق بدھ مت کے احکام درج ہیں۔ تمام دنیا میں اپنی نوعیت کی یہ واحد قدیم تحریر ہے ؎ (روزنامہ جنگ ۲۳ر نومبر ۱۹۶۵ء)